

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَجَّكَتَنِي وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ (البقرہ: 205)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دین اسلام میں کشادہ روئی کی تعلیم:

دین اسلام دین فطرت ہے۔ ہر انسان کو آپس میں پیارا اور محبت سے زندگی گزارنے کا سبق سکھاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اس بات کی تعلیم دی کہ ہماری جس بندے سے بھی ملاقات ہو ہم اس سے کشادہ روئی کے ساتھ ملیں اور اچھے انداز سے گفتگو کریں۔ اس میں مسلمان اور کافر کا کوئی فرق نہیں۔ دو انسان جب آپس میں ملتے ہیں تو انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ آپس میں انسانوں کی طرح ملیں۔ چنانچہ شریعت نے کہا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (لقمن: 18) لوگوں کے سامنے منہ نہ پھلاؤ۔

جب تم انسانوں سے ملو تو کشادہ چہرے کے ساتھ ملو۔ تیوریاں چڑھا کر ملنا، منہ بنا کر ملنا، شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ تو سب سے پہلے فرمایا کہ جب ایک دوسرے کو ملو گے تو ایک دوسرے کے چہرے سے تمہیں اندازہ ہوگا کہ تمہارے اندر خوشی ہے یا غصہ ہے، خیر ہے یا شر ہے؟ جب تم کھلے چہرے کے ساتھ ملو گے، کشادہ چہرے کے ساتھ ملو گے، مسکراتے چہرے کے ساتھ ملو گے تو دوسرا بندہ تمہارے قریب آنے کی کوشش کرے گا۔ تو مومن کو چاہیے کہ جب بھی کسی سے ملے تو کشادہ چہرے کے ساتھ ملے۔

نبی ﷺ کی حاجت مبارکہ:

نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی، حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) جس کی راویہ ہیں فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی گھر میں تشریف لاتے تھے ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ آتے تھے۔ کچھ نوجوانوں کو دیکھا دفتر میں، مجلس میں، دوستوں کے ساتھ خوب گپ شپ ہوتی ہے اور گھر آتے ہیں تو چہرے کے اوپر ایسی سنجیدگی ہوتی ہے کہ معلوم نہیں وہ کس مصیبت کے اندر گرفتار ہو گئے ہیں! یہ بھی خلاف سنت ہے۔ دو مسلمانوں کا ملنا تو بہت ہی بڑی بات ہے، شریعت نے کہا کہ انسان ہونے کے ناتے کسی کافر سے بھی ملو تو کشادہ چہرے سے ملو، مسکرا کر بات کرو۔

شیریں کلامی کی تعلیم:

دوسری جگہ فرمایا کہ جب تمہیں گفتگو کرنی پڑے تو شیریں زبانی سے بات کرو، فرمایا:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ: 83) لوگوں سے اچھے انداز سے گفتگو کرو

تمہارے منہ سے جو گفتگو نکلے اس میں محبت، ہمدردی، غمگساری، شیریں کلامی ہونی چاہئے۔ آپ دیکھئے کہ مومن اور کافر کا اس میں کوئی فرق نہیں۔ شریعت نے اسمیں للناس کا لفظ استعمال کیا (انسانوں کیلئے)۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (لقمن: 18)۔ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ: 83) یہ دو باتیں کس قدر اہم ہیں! اور اسلام کی حقانیت کی کتنی پیاری دلیل ہیں کہ جو ہر ایک کے ساتھ، کھلے چہرے کے ساتھ شیریں زبانی کی گفتگو کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسروں کیلئے آسانی کرنے کی تعلیم:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا آسانیاں کرو مشکل نہ کرو لوگوں کے لئے۔

گویا تین نچاتیوں معلوم ہو گئیں۔ ایک کشادہ روی، دوسرا شیریں کلامی اور تیسرا سہولت و آسانی تو اس دین کی تعلیمات کس قدر خوبصورت ہیں!

زیادہ گرمجوشی سے ملنے کی فضیلت:

نبی ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جب دو مسلمان بہنیں آپس میں ملتی ہیں، حدیث پاک میں بھائی کا لفظ ہے لیکن چونکہ عورتوں کا مجمع ہے اس لئے انہی کی زبان میں گفتگو کی جارہی ہے۔ تو مفہوم یہ نکلا کہ جب دو مسلمان عورتیں آپس میں ملتی ہیں تو اللہ رب العزت ان پر ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ ان میں سے انہتر رحمتیں اسکو ملتی ہیں جو دونوں میں سے زیادہ پیار، زیادہ محبت اور زیادہ گرمجوشی کے ساتھ ملتی ہے۔ کیا خوبصورت بات کہی گئی؟ آپ بیان سننے کے لئے آتی ہیں تو اس دوران ممکن ہے آپ کی درجنوں عورتوں کے ساتھ سلام علیکم ہوتی ہو تو اگر آپ کھلے چہرے سے سلام کریں، محبت، پیار سے حال احوال پوچھیں اور ملنے میں گرمجوشی دکھائیں تو فرمایا کہ ستر رحمتیں نازل ہوں گی اور ان میں سے انہتر رحمتیں اس پر نازل ہوں گی جو زیادہ گرمجوشی سے ملے گی، جو زیادہ محبت کا اظہار کرے گی۔

دو بھائی دو ہاتھوں کی مانند ہیں:

ایک حدیث پاک میں ہے کہ دو بھائیوں کی مثال دو ہاتھوں کی سی ہے۔ جس طرح دونوں ہاتھ ایک دوسرے کو دھوتے ہیں اسی طرح جب دو مسلمان بھائی آپس میں ملتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے گناہوں کے جھڑنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا خوبصورت تعلیم دی گئی! اس کا مطلب یہ ہوا جب بھی دو مسلمان عورتیں آپس میں ملتی ہیں تو ان دونوں کا ملنا اس طرح ہے۔ جس طرح دو ہاتھ ایک دوسرے کو دھونے کا سبب بنتے ہیں، ان کے ملنے سے ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت کو محبت پیار سے ملنا اگر اتنا پسند ہے تو محبت پیار کے ساتھ رہنا سہنا کتنا پسند ہوگا!

چنانچہ نبی ﷺ ایک مرتبہ سفر پر تشریف لے گئے ایک صحابی بھی ساتھ تھے، راستے میں مسواک بنانے کی ضرورت پیش آئی، نبی ﷺ نے دو مسواکیں بنائیں ان میں سے جو زیادہ سیدھی تھی اور خوبصورت تھی وہ آپ ﷺ نے صحابی کو دی تو وہ صحابی کہنے لگے: اے اللہ رب العزت کے پیارے حبیب ﷺ! میرا جی چاہتا ہے، (آپ میرے آقا ہیں) یہ سیدھی اور خوبصورت مسواک آپ کے پاس ہو۔ نبی ﷺ نے مسکرا کر جواب دیا کہ جس طرح تمہارا یہ جی چاہتا ہے کہ یہ میرے پاس ہو، تم میرے رفیق سفر ہو، میرا بھی جی چاہتا ہے کہ یہ تمہارے پاس ہو۔ چنانچہ محبت پیار سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنا، ایک دوسرے کا اکرام کرنا، عزت کرنا یہ دین کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔

ساتھ رہنے کا مزا:

ہمارے بزرگ اس طرح رہتے تھے کہ دوسروں کو ان کے ساتھ رہنے کا مزا آجاتا تھا۔ چنانچہ ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملا، سفر شروع ہونے سے پہلے انہوں نے کہا کہ اچھا بتاؤ! ہم میں سے امیر کون ہے؟ میں نے عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: جی آپ سب کے امیر سفر ہیں۔ انہوں نے کہا: بہت اچھا! اب اگر میں امیر بن گیا تو تمہیں پورے سفر میں میری بات کو ماننا ہوگا۔ میں نے کہا، حاضر ہوں چنانچہ انہوں نے اپنے اور میرے سامان کو باندھا اور اپنے سر پہ رکھ لیا۔ میں نے کہا: جی مجھے اٹھانے دیں کہنے لگے کہ آپ مجھے امیر مان چکے ہیں اب جو میں کر رہا ہوں مجھے کرنے دیں۔ میں بڑا حیران۔ چنانچہ دونوں کا سامان انہوں نے خود اٹھایا، چلے، راستے میں جب کھانے کا وقت آتا تو وہ کھانا میرے سامنے رکھتے اور مجھے حکماً زیادہ کھلاتے حتیٰ کہ ایک جگہ بارش ہو گئی تو وہ اپنی چادر لے کر ایک گھنٹہ میرے اوپر سایہ کئے رہے تاکہ میں بارش سے بچا رہوں اور آرام کی نیند سویا رہوں۔ میں نے کہا کہ جی مجھے آپ کی خدمت کرنی چاہیے۔ جب میں بات کرتا تو وہ کہتے

دیکھو! آنچلت مجھے امیر مان چکے ہیں۔ لہذا اب جو میں کہوں گا وہ آپ کو کرنا ہوگا۔ تو کہنے لگے کہ میں افسوس ہی کرتا رہا کہ کاش میں نے انہیں امیر نہ بنایا ہوتا!۔ میں تو ان کی خدمت ہی نہ کر سکا، ساری خدمت انہوں نے اپنے ہی ذمے لے لی۔ اب ایسے رفیق سفر کہاں ملتے ہیں؟ شریعت نے اس قدر خوبصورت انداز سے مل جل کر رہنے کی تعلیمات دیں کہ اگر بندہ شریعت کے مطابق رہے تو اسکو زندگی گزارنے کا مزہ آجائے۔

تعلیماتِ شریعت:

چنانچہ جب ایک دوسرے کے ساتھ رہیں تو شریعت کہتی ہے کہ ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولیں، خیانت نہ کریں، غیبت نہ کریں، ایک دوسرے کے راز فاش نہ کریں۔ بلکہ ہمارے اسلاف فرمایا کرتے تھے کہ ”دوستی کے قابل وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کو تیرے کسی عیب کا پورا پتہ ہو اور پھر وہ تیرے عیب کو چھپائے“ بلکہ ان کے الفاظ یہ تھے ”جو تیرے عیب کو اس طرح جانے جس طرح اللہ رب العزت تیرے عیب کو جانتے ہیں اور پھر وہ تیرے عیب کو اس طرح چھپائے جس طرح اللہ رب العزت تیرے عیب کو چھپاتے ہیں“۔ اللہ اکبر کبیرا۔ یہ بات پڑھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔

تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ اللہ رب العزت کے اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرو۔ اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو اسلاف کی زندگیوں کو دیکھنا چاہئے۔

ناقابل بھروسہ شخص:

چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص چار حالات میں بدل جائے، چار صورت حال میں جو بدل جائے وہ ناقابل بھروسہ ہوتا ہے: خوشی ملے اور وہ اپنے ساتھیوں کو بھول جائے۔ غصہ میں اپنے تعلق کو بھول

جائے۔ کنجا چیز کی طمع ہو اور اپنے تعلق کو بھول جائے۔ خواہش نفسانی کی خاطر تعلق کا خیال نہ رکھے تو فرمایا کہ ایسا آدمی ناقابل بھروسہ ہوتا ہے، دوستی کے قابل نہیں ہوتا۔

جانوروں سے سبق:

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک جگہ گئے تو دو بیل جو بیل میں استعمال ہوتے تھے اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ جیسے ہی قریب سے گزرے تو ایک بیل اٹھا اور ساتھ ہی دوسرا بھی اٹھ گیا۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے، فرمانے لگے دیکھو! یہ جانور ہیں، بیل ہیں، ایک اٹھا ہے تو دوسرا اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر یہ اپنے ساتھ کو اس طرح نبھاسکتے ہیں تو کیا انسان ایک دوسرے کے ساتھ کو اس طرح نہیں نبھاسکتے؟ انہی جانوروں کو دیکھ کر بھی وہ سبق حاصل کرتے تھے۔

جو اپنے لیے پسندو ہی دوسروں کے لیے:

چنانچہ دین اسلام نے ایک بہت ہی پیاری تعلیم دی، یہ کہا کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی تم دوسرے کے لئے پسند کرو۔ یہ زندگی گزارنے کا اس قدر خوبصورت اصول ہے کہ پوری دنیا میں آپ چلے جائیں آپ کو اس سے زیادہ حسین اور خوبصورت اصول اور کوئی نہیں مل سکتا۔ اب انسان چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں تو اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کی عزت کرے، انسان چاہتا ہے کہ دوسرے اس کی غلطیوں کو معاف کر دیں تو وہ دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرے، انسان چاہتا ہے کہ اس کے گھر کی عزت کی لوگ حفاظت کریں تو اسے چاہیے کہ دوسروں کی عزت کی حفاظت کرے۔ یہ کتنا پیارا اصول ہے کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی چیز تم دوسروں کے لئے پسند کرو۔

بھلائی ہر ایک کے لیے!

چنانچہ شریعت نے کہا کہ انسان کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے اگرچہ نیک ہو یا بد ہو یعنی نیک

کے ساتھ بھلی بھلائی کرے اور برے کے ساتھ بھی بھلائی کرے۔ برے کے ساتھ بھلائی کیا ہوگی کہ پیار محبت کے ساتھ اسکو برائی سے روک لے، ایسی محبت دے کہ دوسرا برائی سے باز آجائے۔ کسی نے کہا کہ نیک تو بھلائی کے قابل ہوتا ہے بد تو بھلائی کے قابل نہیں ہوتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگرچہ وہ اس قابل نہیں ہوتا مگر تم تو اس قابل ہو کہ تم دوسرے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔ تو اپنے کو دیکھو اسلئے کہ اللہ رب العزت نیک اور بد ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ اور ہمیں اللہ رب العزت کے خلق کو اپنے اندر لینا ہے۔

مستحق کون ہے؟

ہمارے حضرت مرشد عالم حرم شریف میں بیٹھے تھے تو وہاں بعض دفعہ مانگنے والے بھی آجاتے ہیں۔ ان مانگنے والوں میں بڑے صحت مند نوجوان بھی نظر آجاتے ہیں تو ایک شخص حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ حضرت! بہت مانگنے والے یہاں آتے ہیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ کون مستحق ہے یا مستحق نہیں، تو ہم کیا کریں؟ حضرت مرشد عالم نے اسکی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اچھا تم یہ بتاؤ کہ اللہ رب العزت جو کچھ تمہیں دے رہا ہے اس کے تم مستحق ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کہ جب تمہیں مستحق ہونے کے بغیر بھی سب کچھ دے رہا ہے تو تم بھی اللہ کے بندوں کو دو۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ جو زیادہ مستحق نظر آئے اسکو زیادہ دے دو جو کم نظر آئے اس کو ذرا کم دے دو، دیا ضرور کرو! اور پھر ایک عجیب بات سمجھائی، فرمایا کہ اس نیت سے دیا کرو کہ اللہ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے لینے والوں میں سے نہیں، دینے والوں میں سے بنایا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا کرو! دیکھیں اللہ والے کیسے اچھی اور پیاری باتیں دوسرے بندے کے دل میں اتار دیتے ہیں۔

صفت ستارجل تپیدا کرنے کی ضرورت:

چنانچہ مل جل کر رہنا ہو تو انسان ایک دوسرے کے ساتھ پیارا اور محبت سے رہے اور اگر کسی کے عیب نظر آئیں تو انکی پردہ پوشی کرے۔ اصول یاد رکھیں! کسی کے پوشیدہ عیبوں کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنا چاہیے۔ ستر پوشی، عیبوں کو چھپالینا اللہ رب العزت کی صفت ہے اور بندے کو بھی یہ صفت اپنے اندر رکھنی چاہئے۔ اور اگر ہم غور کریں تو ہم تو جی ہی اسی صفت کے صدقے رہے ہیں، سچی بات ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں:

”اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی صفت ستاری کی تعریف کی۔“

وہ تیری تعریف نہیں کر رہا۔ تیری حقیقت تو ایسی ہے اگر کھل جائے تو لوگ تجھے منہ نہ لگائیں، تیری طرف دیکھنا گوارا نہ کریں۔ تو فرماتے کہ اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری کی تعریف کی۔ تو ہم تو اللہ رب العزت کی صفت ستاری کے صدقے ہی جی رہے ہیں۔ اگر اللہ رب العزت ہمارے اندر کا ہر پول کھول دیں تو ہم تو پوری دنیا میں ذلیل ہو جائیں۔ تو جب اللہ رب العزت چھپاتے ہیں سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ کی شان ستاری:

حدیث پاک میں آتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو کھڑا فرمائیں گے اور اس کے گرد اپنی رحمتوں کی چادر کوتان لیں گے پردہ کر لیں گے، مخلوق سے وہ بندہ چھپ جائے گا اب اس بندے کو کہیں گے اے میرے بندے! تو نے فلاں دن یہ کیا، فلاں دن یہ کیا، وہ کہے گا جی! اس کے بڑے بڑے سب گناہ اس کو گنوائیں گے۔ حتیٰ کہ اس بندے کو یقین ہو جائے گا کہ آج میں جہنم کی آگ سے بالکل نہیں بچ سکتا۔ جب اس کے دل میں پکا یقین ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: گناہ تو کرتا تھا لیکن ہم

سے ڈرتا بھی تھا، گناہوں پر چھپ چھپ کر روتا بھی تھا۔ ہم نے دنیا میں بھی تیرے عیبوں کی پردہ پوشی کی، ہم یہاں بھی تیرے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ جاؤ! اس چھپ چھپ کر رونے کی وجہ سے ہم نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ جب رحمت کا پردہ ہٹے گا تو مخلوق دیکھے گی کہ اس بندے کے نامہ اعمال میں ایک بھی گناہ درج نہیں۔ لوگ سوچیں گے کہ شاید انبیاء میں سے یہ کوئی نبی ہیں کہ جس نے کبھی گناہ کا ارتکاب ہی نہیں کیا۔ اللہ اکبر کبیرا..... اے مولا! آپ کتنے ستار ہیں؟ کس قدر مہربان ہیں؟ عیبوں کو دیکھنے کے باوجود آپ بندے کے اوپر ستاری کا معاملہ فرماتے ہیں۔

ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہیے پڑوسی چونکہ ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں اس لئے انہیں ایک دوسرے کے عیبوں کا جلدی پتہ چلتا ہے تو شریعت نے کہا کہ چھپتے عیبوں کو چھپائیں، ہاں کوئی اعلانیہ عیب کرے، کھلم کھلا کرے تو اب تو اس نے اپنے عیب کو خود ہی ظاہر کر دیا۔ تو چھپے عیبوں کو ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اللہ رب العزت کے خلق میں سے ہے۔

رسوا کرو گے رسوا ہو گے!

ایک اور بات یہ کہ جو بندہ دوسروں کے عیبوں کو کھولنے کا عادی ہو، سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! فرمایا کہ جو بندہ دوسروں کے عیبوں کو کھولنے کا عادی ہو یہ بندہ اپنی زندگی میں دیکھے گا کہ اللہ رب العزت اس کے عیبوں کو کھول کر اس کو رسوا کریں گے، چاہے اسے گھر والوں کے سامنے ہی رسوا کریں، یہ دوسروں کو رسوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی، رات کو آپ چکر لگاتے تھے، دیکھتے تھے کہ رعایا کس حال میں ہے۔ امیر المؤمنین تھے، ذمہ داری بھی بنتی تھی۔ چنانچہ آپ ایک مکان کے قریب سے گزرے اس میں کچھ

روشنی نظر آئی تب کچھ باتوں کی آواز سنائی دی۔ آپ کو محسوس ہوا یہاں نارمل لائف نہیں ہے۔

Something is seriously wrong somewhere

کہیں ضرور کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہے۔

آپ کھڑے ہو کر دیکھتے سوچتے رہے۔ پھر اندر سے کبھی قہقہوں کی آواز آتی۔ کبھی کسی مرد اور عورت کی آواز آتی حتیٰ کہ آپ کی بصیرت نے یہ کہا کہ اندر کوئی گناہ ہو رہا ہے۔ دروازہ بند تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ حمیت اسلامی دل میں بہت تھی۔ چنانچہ انہوں نے کیا کیا کہ دیوار کے اوپر چڑھ گئے۔ جب دیوار کے اوپر چڑھ کر انہوں نے گھر کے اندر جھانک کر دیکھا تو ایک مرد تھا اور ایک عورت تھی۔ وہ عورت اس کی بیوی نہیں تھی بلکہ اس عورت کو اس نے گناہ کے لئے رات کو اپنے پاس بلایا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس کو دیکھا تو اس کو دور سے کہا کہ اوزنا کرنے والے! اللہ سے خوف کر، اللہ سے ڈر! جب آپ نے اس کو یہ کہا تو اس نے آگے سے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! میں نے ایک گناہ کیا آپ نے تین گناہ کئے۔ پوچھا کہ وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

وَلَا تَجَسَّسُوا (الحجرت: 12) (تم تجسس نہ کرو)۔ آپ نے تجسس کیا اور میرے بند گھر کے اندر مجھے

دیکھا۔ دوسری بات کہ قرآن مجید نے کہا کہ **وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا** (البقرہ: 189) کہ تم گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو اور آپ دروازے کی بجائے دیوار پر چڑھ کر دیکھ رہے ہیں۔ قرآن مجید نے کہا کہ

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ غَيْرِ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا (النور: 27) کہ تم بغیر

اجازت کے داخل نہ ہو اور اہل خانہ کو سلام کر کے گھر میں داخل ہو اور آپ نے اس کے بغیر اس کے مجھ

سے گفتگو کی۔ تب اس نے یہ کہا تو سیدنا عمر کو بھی یہ ہوا کہ اس نے جو یہ تین باتیں کی ہیں، ہیں تو یہ سچی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا اگر تو سچی توبہ کا وعدہ کرے تو میں اس گناہ کو معاف کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سچی توبہ کی کہ میں آج کے بعد اس گناہ کا مرتکب نہیں ہوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا تم میری غلطی کو معاف کر دو اور یہ کہہ کر پھر آپ وہاں سے آگے تشریف لے گئے۔

پڑوسی کے تین درجے:

شریعت نے کہا کہ پڑوسی کے تین درجے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک درجہ تو یہ کہ پڑوسی کافر ہو۔ یہ بھی اچھے اخلاق اور حسن سلوک کا مستحق ہے، اس لئے کہ پڑوسی جو ہوا۔

(۲) دوسرا درجہ یہ کہ پڑوسی بھی ہو اور مسلمان بھی ہو۔ اب اس میں دو حق آگئے، پڑوسی ہونے کا بھی حق اور مسلمان ہونے کا بھی حق۔

(۳) ایک تیسرا درجہ کہ پڑوسی بھی ہے۔ مسلمان بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے، قرابت دار بھی ہے، فرمایا کہ اس کا حق تین گنا ہو گیا۔ سوچئے کہ جب شریعت کافر پڑوسی کا بھی حق قائم کرتی ہے تو اگر قرابت دار، رشتہ دار ایک دوسرے کے پڑوسی ہوں گے تو ان کا ایک دوسرے پر کتنا حق ہوگا!

پڑوس کی حدود:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو کہا کہ تم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اعلان کرو کہ جہاں بندے کا گھر ہوتا ہے اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف چالیس گھروں تک جتنے گھر ہوتے ہیں وہ اس کے پڑوسی ہوتے ہیں۔ تو پڑوسی صرف وہی نہیں ہوتا کہ جس کی دیوار اس سے اکٹھی ہو، نہیں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوس چالیس مکانوں تک ہوتا ہے۔ اور چاروں اطراف میں چالیس مکان، یہ تو پورا محلہ بن جاتا

ہے۔ تو یونچا سمجھیے کہ شریعت کی نظر میں پورے محلہ کے لوگ پڑوس کے حکم میں ہوتے ہیں۔

پڑوسی کے حق کی تاکید:

چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل ﷺ میرے پاس اتنی دفعہ پڑوسی کے حکم کی تاکید کے لئے آئے کہ مجھے یہ ڈر ہونے لگا کہ کہیں بندے کے مرنے کے بعد پڑوسی کو اس کی وراثت میں نہ شامل کر لیا جائے۔ اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پڑوسی کا کتنا حق ہوگا۔

پڑوسی کے حقوق.....

چنانچہ پڑوسی کا حق ہے کہ انسان انہیں اچھے نام سے پکارے، سلام میں پہل کرے، ملیں تو انہیں بٹھانے میں پہل کرے، ہدیہ بھیجنے میں پہل کرے، اپنے گھر کے دھویں سے، کوڑا کرکٹ سے اسے پریشان نہ کرے، حتیٰ کہ اگر پھل خرید کر لائے تو یا تو پڑوسی کو ہدیہ دے ورنہ اس طرح چھپا کر کھائے کہ پڑوسی کے بچوں کو پتہ نہ چلے، ایسا نہ ہو ان کا دل ٹوٹے کہ ہمیں ہمارے والدین نے پھل کیوں نہ لا کر دیئے۔

فرمایا کہ تم اپنی دیوار کو اتنا بلند نہ کرو کہ ہمسائے کی دھوپ رکے یا اس کی ہوارک جائے۔ اس کے بیٹے یا اس کے غلام سے گفتگو کرنی ہو تو شفقت کی گفتگو کرو۔ ضرورت کے وقت وہ قرض مانگے اور تم دینے کی پوزیشن میں ہو تو پڑوسی کو انکار نہ کرو۔ اپنے پڑوسی کی غیبت نہ کرو۔ اس کی مدد کرو۔ یعنی پڑوسی کی عدم موجودگی میں اگر کبھی اس کا تذکرہ چھڑے تو تم اس کی سائیڈ لو اور اس کی حمایت کیا کرو۔ وہ تمہارا پڑوسی ہے۔ زندگی میں بھی اس کے لئے دعا مانگو اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کے لئے دعا مانگتے رہو۔

پڑوسی کے دشمن سے دوستی نہ کرو!

پڑوسی کے دشمن کے ساتھ تم کبھی اپنی دوستی مت کرو۔ سبحان اللہ! کیا عجیب بات کی! فرمایا کہ دیکھو! جو تمہارا پڑوسی ہے یہ تو تمہارا قریبی ہو گیا اب اگر اس کی کسی کے ساتھ دشمنی ہے تو تم اسکے ساتھ دوستی کے

تعلقات منجست جوڑو، اس سے تمہارے پڑوسی کو ایذا پہنچے گی۔

پڑوسی کی جان، مال، عزت کی حفاظت کرو:

اس کی جان کی حفاظت، مال کی حفاظت، عزت آبرو کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔ اس لئے زنا کا گناہ ہوتا ہے لیکن شریعت نے کہا کہ جو پڑوسی کی عورت سے زنا کرے اس کے گناہ سے کئی گنا اس بندے کو سزا زیادہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ تم اس کے گھر میں نہ جھانکو۔ بات کرنے کا موقع ہو تو دروازہ کھٹکھٹا کر ایک طرف کو ہٹ جاؤ ایسا نہ ہو کہ دروازہ کھلے تو بے پردگی کا احتمال ہو۔

پڑوسی کو خوف زدہ نہ کرو!

ایسا کام نہ کرو کہ جس سے تمہارا پڑوسی خوفزدہ رہے۔ کئی لوگ ہوتے ہیں ناکہ ارد گرد کے لوگوں کو دبا کر رکھتے ہیں۔ شریعت نے کہا: ایسا کوئی کام نہ کرو کہ تمہارے پڑوسی تم سے خوفزدہ رہیں۔ اس سے تین دن سے زیادہ ناراضگی کی حالت میں بھی کلام بند نہ کرو۔ اس سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اس لئے کہ ناراض ہوں گے تو صاف ظاہر ہے کہ غیبت کریں گے۔

شیطان کا شہد اور راکھ.....

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ شیطان کو دیکھا، اس کے پاس دو چیزیں تھیں۔ میں نے اس سے کہا کہ اے بدمعاش! یہ کیا دو چیزیں لیے پھرتا ہے؟ کہنے لگا کہ ایک بوتل میں شہد ہے اور ایک چیز میں راکھ ہے۔ میں نے کہا کہ تجھے اس کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ کہنے لگا کہ جو لوگ غیبت کرتے ہیں ان کے ہونٹوں پر شہد لگاتا ہوں تو ان کو غیبت کرنے میں مزہ آتا ہے، لگے رہتے ہیں غیبت کرتے ہی رہتے ہیں۔ تو جب بھی محفل میں غیبت ہو رہی ہو آپ یہی سوچا کریں کہ اب اس وقت شیطان ہمارے ہونٹوں پر شہد لگا رہا ہے۔ اور ہمیں غیبت کرنا بڑا اچھا لگ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا راکھ کس لیے لیے

پھر رہے نہجا! تو اس نے کہا: اس راکھ کو میں یتیم کے چہرے پر مل دیتا ہوں تو دیکھنے والے اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور اللہ کی رحمت سے خود محروم ہو جاتے ہیں۔

عزیز رشتہ داروں سے بھی زیادہ حق پڑوسی کا ہے:

شریعت نے کہا کہ عزیز رشتہ داروں سے بھی زیادہ حق پڑوسی کا ہے اس لئے کہ وہ قریب ہوتا ہے۔ اور واقعی وقت بے وقت پڑوسی ہی کام آتے ہیں۔ دکھ سکھ میں بھی وہی شریک ہوتے ہیں۔

جسے پڑوسی اچھا کہیں، اللہ کی نظر میں وہ اچھا ہے:

چنانچہ نبی ﷺ نے ایک عجیب بات فرمائی۔ فرمایا کہ اگر پڑوسی تجھے اچھا کہتے ہیں تو اللہ کی نظر میں بھی اچھا ہے اور اگر پڑوسی تجھے برا کہتے ہیں تو اللہ رب العزت کی نظر میں بھی تو برا ہے۔ عورتیں عام طور پر نازک ذہن کی ہوتی ہیں بعض دفعہ ایک بات کا الٹا مطلب لے لیتی ہیں، الٹا اثر لے لیتی ہیں، یہیں سے جھگڑوں کی ابتداء ہوتی ہے۔ لہذا جتنے قریب کے پڑوسی ہوتے ہیں اتنے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ حسن معاشرت یہ ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے تاکہ ان کی زبان سے تعریف نکلے اور آپ یہ سمجھ کر رہیں کہ اگر پڑوسی کی زبان سے تعریف نکل آئی تو یوں سمجھیں کہ اللہ رب العزت کے دفتر میں ہماری تعریف لکھ دی گئی۔

پڑوسی کو استعمال کی چیز سے انکار نہ کریں:

روزمرہ کی استعمال کی چیزیں اگر پڑوسی مانگیں تو انکار نہ کریں۔ اگر آپ پڑوسی سے کوئی چیز مانگیں تو اسے بے احتیاطی سے استعمال نہ کریں۔ جھگڑے یہیں سے شروع ہوتے ہیں کہ چیز مانگی، استعمال کرنے میں بے احتیاطی کر لی، استعمال کرنے کے بعد بھی پڑی رہی، لوٹانا ہی بھول گئی۔ احسان فراموش نہ بنیں۔

پڑوسیوں نجاتِ حسد سے بچیں:

پڑوسیوں کے ساتھ حسد سے بھی بچیں۔ اس کے بیٹے کو نوکری مل گئی، اس کی بیٹی کو اچھا رشتہ مل گیا، ان چیزوں سے حسد آتا ہے۔ اگر اللہ نے اس کے ساتھ اچھا کیا تو آپ بھی خوش ہوں کہ اللہ انہیں اور زیادہ عزتیں دے۔ مال پیسے پر نظریں نہ رکھیں۔

إِنَّ الْاِحْرَامَ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰمُ (الحجرت: 13) اللہ کے نزدیک عزت والا وہ جو زیادہ متقی ہے۔

سہیلی بھی پڑوسن کے حکم میں ہے.....

شریعت نے کہا کہ سہیلی بھی پڑوسن کے حکم میں ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ عورتوں کی آپس میں پیار محبت ہو جاتی ہے۔ دونوں کلاس فیلوز تھیں، شادی کے بعد بھی ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت رہا یا کہیں ملاقات ہوئی طبیعتیں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئیں تو ایک دوسرے سے پیار ہو گیا تو ایسی عورتیں ایک دوسرے کو سہیلی کہتی ہیں۔ شریعت نے کہا کہ سہیلی کے حقوق بھی پڑوسن کے حکم میں۔

زیادہ دوستی ٹھیک نہیں:

مگر یہاں ایک بات ذرا توجہ طلب بھی ہے کہ عورتوں کی آپس کی دوستی بڑی عجیب ہوتی ہے، کبھی ایک دوسرے کے ساتھ اتنی دوستی کہ ہائے میں قربان اور کبھی چھوٹی سی بات پر ایک دوسرے کی دشمن نمبر ایک۔ کبھی تو اتنی محبت کہ ایک جیسے کپڑے پہن رہی ہیں کہ جیسے کپڑے یہ پہنے گی ویسے کپڑے میں بنواؤں گی، اور کبھی چھوٹی سی بات پر ایک دوسرے سے ویر پڑ جاتا ہے۔ اسی کو افراط و تفریط کہتے ہیں۔ لہذا ہماری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ کسی کو سہیلی بنانا ہی نہیں چاہئے، اگر کوئی عورت سہیلی بنانا چاہے تو اپنی بہنوں کو بنائے، اپنی ماں کو بنائے۔ کتنی اچھی سہیلی! جو ہر وقت آپ کے گھر میں موجود ہوگی، ہر وقت آپ کے ساتھ ہوگی

گھر کی چنچلا سیواری سے باہر کسی سے کیا دل لگانا، پریشانی ہوتی ہے۔ تو آسان طریقہ یہ کہ اپنی بہنوں کو اپنی سہیلی بناؤ یا اپنی والدہ کو اپنی سہیلی بناؤ۔

بچوں کے جھگڑے میں حصہ دار نہ بنیں:

ہمسائے سے جھگڑے کا ایک بڑا سبب عام طور پر بچے بن جاتے ہیں وہ آپس میں مل کر کھیلتے ہیں، جھگڑتے ہیں اور ان کا جھگڑا پھر بڑوں میں آجاتا ہے اس پر الحمد للہ ایک مستقل بیان ہو چکا اور اب آپ سمجھتی ہوں گی کہ بچوں کی لڑائی میں بڑوں کو حصہ دار نہیں بننا چاہیے۔

عمل اور رد عمل.....

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ ہمارا اپنا عمل دوسرے کے رد عمل کو متعین کرتا ہے۔ دوبارہ یہ بات سنیں اور یاد رکھیں کہ ہمارا عمل دوسرے کے رد عمل کا تعین کرتا ہے۔ ہم محبت کا ہاتھ بڑھائیں گے تو دوسرا بھی محبت کا ہاتھ بڑھائے گا، ہم اگر کھنچے رہیں گے تو دوسرا بھی کھنچا رہے گا۔ جو ہم کریں گے اسی کا رد عمل آگے سے ظاہر ہوگا۔ تو ہمیں چاہئے کہ ہم پڑوسیوں کے ساتھ محبت کا تعلق رکھیں کیونکہ اللہ رب العزت نے ہمیں اس کا حکم دیا۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے! چونکہ اللہ رب العزت کے پیارے حبیب ﷺ نے

حدیث پاک میں فرمایا: **مَنْ كَانَ يَوْمًا مِنَ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ** جو اللہ پر ایمان

رکھتا ہے اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے

اب سوچئے کہ اتنے واضح لفظوں میں ایک بات کہی گئی کہ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ کی ملاقات پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ عزت کا معاملہ کرو۔

پڑوسی سے نجاستِ سلوک کی تعلیم.....

ایک بندہ قیامت کے روز اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوگا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے، میرے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا ہی نہ کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی ہی نہ پلایا، میں بیمار تھا تو نے میری طبیعت ہی نہ پوچھی، وہ بندہ بڑا حیران ہوگا، کہے گا: اے رب کریم! آپ ان چیزوں سے منزہ اور مبرہ ہیں، آپ کو بھوک پیاس اور بیماری کا کیا معنی؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دیکھو! کہ فلاں موقع پر تمہارا پڑوسی بھوکا تھا، اگر تم نے اسے کھانا کھلایا ہوتا تو ایسے ہی ہوتا کہ گویا تم نے مجھے کھانا کھلایا، تم اسے پانی پلاتے ایسے ہی ہوتا جیسے تم نے مجھے پانی پلایا اور اگر تم اس کی طبع پرسی، عیادت کرتے ایسے ہی ہوتا جیسے تم نے میری عیادت کی۔ اب ذرا سوچئے کہ اللہ رب العزت اگر یوں فرمائیں گے کہ پڑوسی کی عیادت کرنا ایسے ہی ہے جیسے اللہ رب العزت کی عیادت کرنا اور کن الفاظ میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی جائے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ اس کے بعد الفاظ ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

سات گھروں کا چکر:

چنانچہ ہمارے اکابر پڑوسی کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کرتے تھے کہ دور صحابہ کی بات ہے کہ ایک گھر میں بکری کٹی، گوشت بنایا گیا۔ انہوں نے سوچا کہ اس بکری کی جو سری ہے وہ ہم ہمسائے کے گھر بھیج دیتے ہیں، وہ پکا کر کھالیں گے۔ انہوں نے وہ سری ہمسائے کے گھر میں بھیج دی۔ ہمسائے کی عورت نے سوچا کہ ہمارے گھر میں تو سبزی ہے ہم پکا ہی لیں گے، پتہ نہیں ہمارے فلاں پڑوسی کے گھر میں کچھ ہے یا نہیں یہ سری ان کے گھر میں بھیج دیتی ہوں، اس نے وہ سری ان کے گھر میں بھیج دی۔ جب تیسری پڑوسن کے گھر میں پہنچی تو اس نے سوچا کہ میرے گھر میں تو دال ہے، پکا ہی لوں گی چلو میں یہ اپنی فلاں پڑوسن کے گھر میں بھیج دیتی ہوں، اس نے آگے چوتھے گھر میں بھیج دی۔ چوتھی نے بھی یہی سوچا، پہلے

سے سالن بچو جو دہے فلاں کے گھر بھیج دیتی ہوں اس نے آگے پانچویں کے گھر بھیج دی، پانچویں نے بھی یہی سوچا کہ میں اپنی فلاں پڑوسن کے گھر میں بھیج دیتی ہوں، جب اس نے بھیجی تو وہ سری لوٹ کر اسی گھر میں آئی جہاں سے وہ چلی تھی۔ چھ گھروں میں سے ہو کر وہ بالآخر اسی گھر میں واپس آتی ہے اتنا ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار کا تعلق ہوتا تھا۔

عورت گھوڑے اور گھر میں برکت:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ عورت، گھوڑے اور گھر کے اندر ایک برکت ہوتی ہے۔ صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ وہ کیا برکت ہے؟

فرمایا کہ عورت کی برکت تو یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو، شادی کرنا اس سے آسان ہو، اس کے اندر نیکی دینداری ہو، یہ عورت کے اندر برکت ہوتی ہے۔

گھوڑے کے اندر برکت یہ ہے کہ وہ سوار کو آسانی سے سواری کرنے دے، اسے لات وغیرہ نہ مارے۔ اور گھر کی برکت یہ ہے کہ گھر کھلا ہو اور گھر کے پڑوسی نیک اور اچھے ہوں۔ یہ گھر کے اندر برکت ہوتی ہے۔

لہذا ہمارے اکابر جب گھر خریدنے یا بنانے لگتے تھے تو پڑوس کو پہلے دیکھا کرتے تھے۔

الْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ پہلے پڑوس بعد میں گھر۔ اس لئے اکثر احباب مسجد کے قریب گھر بناتے تھے کہ اللہ رب العزت سے بہتر پڑوسی اور کون ہو سکتا ہے۔

پڑوس کی قیمت:

چنانچہ عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ ایک بزرگ تھے۔ ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ یہودی نے

کہیں اور بچتا تھا، سوچا کہ میں اپنا مکان بیچتا ہوں۔ ایک مسلمان اس کا مکان خریدنے کے لئے پہنچا۔ اس نے کہا کہ جی مکان کی کیا قیمت مانگتے ہیں؟ اس نے کہا کہ دو ہزار دینار۔ وہ خریدار بڑا حیران ہوا کہ اتنی زیادہ قیمت۔ کہنے لگا کہ یا راس علاقے میں مکان ایک ہزار دینار میں آرام سے مل جاتے ہیں؟ یہودی نے جواب دیا کہ ایک ہزار دینار تو مکان کی قیمت ہے اور دوسرا ہزار دینار عبد اللہ ابن مبارک کے پڑوس کی قیمت ہے۔ سوچیں ایک وقت ایسا تھا کہ ہم کتنے اچھے حسن سلوک سے زندگی گزارتے تھے کہ ہمارے پڑوس کے مکانوں کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں۔ کاش! اللہ رب العزت ہمیں ایسا ہی پڑوسی بنا دے۔

پڑوسی کو ایذا پہنچانے کا عذاب:

اور اگر ہم پڑوسی کو ایذا دیتے ہیں، تکلیف دیتے ہیں، اس کے حقوق پورے نہیں کرتے تو یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ اللہ کی طرف سے اس پر عذاب بھی ہے۔ چنانچہ شریعت نے کہا کہ جو شخص پڑوسی کا دل دکھاتا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جہنم میں ڈالیں گے اور اس کو خارش کی بیماری میں مبتلا کر دیں گے۔ اور وہ خارش کی بیماری ایسی ہوگی کہ یہ اپنے ناخنوں سے اپنے گوشت کو کھانا شروع کرے گا اتنا کھجائے گا کہ گوشت کٹ کر اس میں سے ہڈیاں نظر آنے لگ جائیں گی۔ اتنا کھجائے گا اتنی خارش ہوگی۔ پھر جسم ٹھیک کر دیا جائے گا پھر خارش محسوس ہوگی اور یہ اپنے جسم کو پھر کھجائے گا حتیٰ کہ گوشت کٹ کر پھر ہڈیاں نظر آنے لگ جائیں گی۔ فرشتے پوچھیں گے: اس کو یہ عذاب کیوں ملا؟ بتایا جائے گا کہ یہ پڑوسی کا دل دکھاتا رہتا تھا، اس کے بدلے اللہ رب العزت نے اس کو جہنم میں یہ عذاب دیا۔

پڑوسی کی دل آزاری..... نمازیں کام نہیں آئیں گی!

چنانچہ نبی ﷺ کے سامنے تذکرہ ہوا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! ایک عورت ہے نمازیں بھی

پڑھتی ہے بجا رتوہ بھی رکھتی ہے، نیک پردہ دار بھی ہے مگر زبان کی تیز ہے، پڑوسی کے ساتھ اس کی تلخ کلامی ہوتی رہتی ہے۔ پڑوسی خوش نہیں ہیں پڑوسیوں کا دل دکھاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت پڑوسیوں کا دل دکھاتی ہے اپنے روزے نمازوں کے باوجود قیامت کے دن اللہ رب العزت اس کو جہنم کے اندر ڈالیں گے اتنی وضاحت سے نبی ﷺ نے یہ بات بتادی کہ اگر پڑوسی کا دل دکھایا تو اپنی نیکی اور نمازوں کے باوجود جہنم میں جائے گی۔

لڑکیاں پڑوسی مردوں سے احتیاط برتیں:

اب یہاں سے کوئی غلط مطلب نہ لے۔ کوئی لڑکی پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے کے بہانے ان کے مردوں سے نرمی کا معاملہ کرے اور کوئی براتعلق ہی جوڑ لے۔ یاد رکھیں کہ نوجوان لڑکیوں کو پڑوسی مردوں سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ نفس و شیطان تو انسان کو گرانے میں ہر وقت طاق میں لگے ہوئے ہیں۔ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے عورتیں عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھیں اور مرد پڑوس کے مردوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھیں۔

حسن سلوک کی ضرورت ہے.....

کئی دفعہ ماں باپ بہن بھائیوں کے گھر قریب قریب ہی چار دیواری کے اندر بنا دیتے ہیں۔ اب یہ بہن بھائی بھی ہوئے اور پڑوس بھی ہوئے۔ اور دیکھا یہ گیا ہے کہ سب سے زیادہ جھگڑے بھی یہیں ہوتے ہیں۔ تو تصور کیجئے کہ بھائی بھی ہے، ایمان والا بھی ہے، پڑوسی بھی ہے لیکن پھر اس کے ساتھ اندر کی لڑائیاں ہیں، رقابتیں اور عداوتیں ہیں۔ تو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ہمیں بچنا کیسے نصیب ہوگا؟ آج دل میں یہ فیصلہ کر لیجئے کہ ہم نے پڑوسیوں کے حقوق میں آج تک جو کوتاہی کی ہم اس سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم ان پڑوسیوں سے بھی اچھے الفاظ میں معافی مانگ لیں گے اور آئندہ حسن سلوک، محبت

پیار سے رنجائش کی کوشش کریں گے۔

اللہ رب العزت کو صلح پسند ہے:

اللہ رب العزت کو صلح بہت پسند ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ایک عجیب مضمون بتایا گیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے مقدمہ پیش کریں گے وہ پڑوسی ہوں گے۔ قیامت کے دن جو دو بندے اللہ کے سامنے حقوق العباد میں اپنا مقدمہ پیش کریں گے وہ پڑوسی ہوں گے۔ ان میں ایک کہے گا: اس نے میرا دل دکھایا، مجھے پریشان کیا، بڑا نیک نمازی تھا، مجھے ستاتا تھا، اللہ مجھے اب اس کا بدلہ دلوائیے۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ اچھا تم اس کی نیکیاں لے لو۔ اب جب نیکیاں لینے لگے گا، تو یہ بندہ اس کی زندگی کی ساری نیکیاں لے لے گا۔ پوری نیکیاں لینے کے بعد پھر بھی مطمئن نہیں ہوگا۔ کہے گا! اللہ! اس کے پاس نیکیاں تھوڑی ہیں، مجھے تو اس نے زیادہ ستایا ہے، مجھے زیادہ نیکیاں چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا تمام اپنے گناہ اس کے سر ڈال دو۔ چنانچہ یہ پڑوسی اپنے سارے گناہ اس کے سر پر ڈال دے گا اور پھر کہے گا: اے اللہ! سارے گناہ اس کے سر پر ڈالنے کے باوجود جو اس نے میرا دل دکھایا تھا، میرا دل ابھی خوش تو نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا تم ذرا فلاں طرف دیکھو! یہ شخص اس طرف دیکھے گا تو اسے جنت کے مکان نظر آئیں گے، اس قدر خوبصورت، اتنے پیارے! ان مقامات کی طرف دیکھ کر اس بندے کے دل میں یہ تمنا ہوگی کہ میں ان مکانوں میں چلا جاؤں اور وہاں جا کر رہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے بندے! کیا تو ان مکانوں میں جانا چاہتا ہے؟ وہ کہے گا یا اللہ! میں جانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اچھا! اگر تم اپنے اس بھائی کو معاف کر دو تو میں تمہیں ان مکانوں میں جگہ دے دوں گا۔ چنانچہ یہ پڑوسی جس کا دل دکھاتا تھا وہ کہے گا کہ اللہ! میں نے اس کو معاف کر دیا تو مجھے جنت میں گھر عطا کر دے۔ اللہ فرمائیں گے

اچھا جب تجلنے اس کو معاف کر دیا تو تم اکیلے جنت میں نہ جاؤ، اپنے پڑوسی بھائی کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر چلے جاؤ، مجھے صلح پسند ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو تو قیامت کے دن بھی دو پڑوسیوں میں صلح ہی پسند ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم آج پڑوسیوں کے ساتھ صلح صفائی سے رہنے والے بن جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں صلح اور پاکیزگی کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ